''کتاب الرد علی سیر الأوزاعی''

مولانا محمد فرحان صدیقی نگرنہسوی

یہ کتاب امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸۲ ہجری کی تصنیف ہے، جو ''سیر'' کے حوالے سے ہے۔

''سِیَر''... ''سیرۃ'' کی جمع ہے، اس کو ''کتاب السیر'' کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس میں مسلمانوں کی سیرت وطرز کا بیان ہے۔ مشرکین، اہل حرب، مستامنین، ذمیین، مرتدین اور باغیوں کے ساتھ معاملے کی نوعیت کا علم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کس قسم کے برتاؤ کے حقدار ہیں؟ یہ کتاب مسلمانوں کے اندرونی وبیرونی مسائل میں رہنمائی فراہم کرتی ہے، خارجہ وداخلہ پالیسی کے لیے ایک اَساس کی حیثیت رکھتی ہے، اس میں جنگی اخلاقیات اور امورِ حرب کی حدود بندی کے لحاظ سے اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں مسلمہ اصول ہیں، غرض یہ بین الاقوامی قوانین کا مجموعہ ہے، جس کے سامنے سرِتسلیم خم کرنا بندگی کا نمونہ ہے۔

کتابِ ہٰذا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں مذکورہ بالا قوانین کے ساتھ ساتھ علم حدیث، فہمِ حدیث، اصولِ افتاء اور احکام قرآن کے حوالے سے اچھا مواد موجود ہے، جو اس کی افادیت کو مزید نکھار دیتا ہے، مگر یہ مختصر ہے، اس کے مقابلے میں امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح کتاب السیر الکبیر'' میں یہ مباحث قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، وجہ اس کی یہ ہوئی کہ جب امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۷ ہجری نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی املاء کرائی ہوئی ''کتاب السیر'' پر رد لکھا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا، جو زیرِ تبصرہ ہے تو اس میں صرف دونوں اماموں کے مابین اختلافی مسائل کا بیان ہے اور بس، البتہ چند ایک مسئلے رہ بھی گئے ہیں، جیسے غال (مال غنیمت میں خیانت کے مرتکب شخص) کی سزا کے بارے میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ اس کا سامان اور کجاوہ جلا دیا جائے، جبکہ احناف رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اس کو تعزیراً کچھ سزا دی جائے گی۔

اکثر جگہوں پر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع کیا ہے، مگر دار الحرب میں ایک درہم کے بدلے دو درہم بیچنے والے مسئلے میں انہوں نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

فہم حدیث

قرآن وسنّت کے تتبُّع سے ایسے متعدد احکام کا پتا چلتا ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہیں، ان کو عام قرار دے کر مزید نئی جزئیات کا استنباط نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ان کو مستدل ٹھہرانا ہی درست نہیں، جیسے: فرضیتِ تہجد، چار سے زائد عورتوں سے نکاح کرنا، بغیر مہر کے نکاح کرنا وغیرہ، چنانچہ جہاں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ایسے واقعے کو دلیل کے طور پر پیش کر کے کوئی مسئلہ مستنبط کرنا چاہا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف انداز سے ان پر رد فرمایا، صفحہ: ۲۴ میں فرماتے ہیں:

''وليس للأئمة فى هذا ما لرسول الله صلى الله عليه وسلم ۔''

صفحہ: ۱۰۸، ۱۰۹ میں رقمطراز ہیں:

''وقد أخبرتک أنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فى هذا ليس كغيره،فهٰذا من ذالک ۔''

صفحہ: ۱۳۵ میں فرماتے ہیں:

''وما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو حق كما صنع، ليس لاحد بعدهٗ فى مثل هذا ما لهٗ، والله أعلم بالصواب ۔''

جو کلام جتنا زیادہ فصیح و بلیغ ہوتا ہے، اس میں متعدد معانی کا اتنا ہی احتمال ہوتا ہے، مگر سیاق وسباق اور اصولِ عامہ کی روشنی میں کسی ایک معنی کا تعیّن قدرے مشکل ہوتا ہے، ائمہ احناف کو اس باب میں خاص ملکہ حاصل ہے، چنانچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ پر رد کرتے ہوئے صفحہ: ۱۴ میں فرماتے ہیں:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول حدیث کے بہت سے معانی، صورتیں اور تفسیریں ہوتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق ہی سے سمجھی اور واضح ہوتی ہیں۔''

علم حدیث

احناف نے جہاں علوم کے اور باغوں کو سیراب کیا، وہاں علم حدیث کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا، اُصولِ فقہ کی کتابوں میں سنّت کے مباحث کے تحت علم حدیث کے روایتی اور درایتی پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے، حدیث کی جانچ پڑتال کے لیے پیمانہ مقرر کیا ہے، چنانچہ زیرِ تبصرہ کتاب میں بھی صفحہ: ۳۱ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ' امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''روایتیں بڑھتی چلی جارہی ہیں، غیر معروف حدیثیں بھی سامنے آرہی ہیں، جن کو فقہاء جانتے ہیں اور نہ ہی وہ قرآن اور سنّت مشہورہ کے موافق ہیں، پس آپ شاذ حدیث کو مستدل نہ بنائیں، بلکہ صرف اسی حدیث سے استدلال کیجئے، جسے ایک بڑی جماعت اور فقہاء جانتے ہوں، جو قرآن وسنّت کے موافق ہو، اسی پر اور چیزوں کو قیاس کیجئے، پس سند سے منقول ہونے کے باوجود قرآن کی مخالف حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں ہوسکتی۔''

اسی قاعدے کی مزید تشریح کرتے ہوئے صفحہ: ۱۰۵ پر رقمطراز ہیں:

www.banuri.edu.pk

''امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مستدل حدیث ہمارے نزدیک شاذ ہے اور شاذ حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا۔''

اصولِ افتاء

فتویٰ دیتے وقت الفاظ کا انتخاب ایک مشکل امر ہوتا ہے، تھوڑی سی بداحتیاطی دنیوی اور اخروی لحاظ سے پکڑ کا سبب بن سکتی ہے، اسی بات کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں، چنانچہ صیر فی الحدیث حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے صفحہ: ۷۳ میں لکھتے ہیں:

''حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ کسی چیز کے بارے میں فتویٰ دیتے یا کسی چیز سے منع کرتے تو فرماتے کہ یہ مکروہ ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں، جبکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ حلال ہے، یہ حرام ہے، یہ کتنی بڑی بات ہے!!۔''

صفحہ: ۷۶ میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کی دلیل یوں نہیں دی جاسکتی ہے کہ لوگ ہمیشہ سے یوں کرتے رہے ہیں، کیونکہ اکثر غیر حلال اور غیر مناسب کام لوگ کرتے رہے ہیں، جن کاموں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اُنہیں انجام دیتے رہے ہیں، کسی چیز کی حلت وحرمت کا فیصلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت، سلف صحابہؓ اور سلف فقہاء کے اقوال کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔''

جنگ کے حوالے سے ایک اہم نکتہ، صفحہ: ۸۴ میں فرماتے ہیں:

''کافروں کے درختوں کو اکھاڑنے اور ان کے باغات وسامان جلانے کا شمار اِعدادِ قُوَّت میں ہوتا ہے۔''

غرض یہ کتاب اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر مطالعہ کیے جانے کے لائق ہے، خصوصاً آج کے دور میں جب دنیا کے ساتھ قدم ملا کر چلنے کی فضا ہموار کی جارہی ہے، شاذ واقعات واحادیث سے استدلال کیا جارہا ہے، قواعد کلیہ سے صرف نظر کرکے مفہوم بگاڑ کر اپنا مدعی ثابت کیا جارہا ہے، تقاربِ ادیان کے لیے نت نئے عنوانات اور دلائل کا سہارا لیا جارہا ہے، اس کی اور اس جیسی کتب کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کا ذہین طبقہ اپنے اسلاف اور تاریخ سے واقف ہو، اہل علم حضرات خیر القرون اور مسلمانوں کے عروج کے دور میں لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کرکے آج کے گھمبیر مسائل کا حل نکالیں۔

یہ کتاب دار الکتب العلمیہ بیروت سے ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ۱۹۹۰/۱/۱ء میں بھی شائع ہوئی ہے، مزیّن سرورق اور عمدہ طباعت ہے، اس کی تصحیح وتعلیق ابو الوفاء افغانی (استاد مدرسہ نظامیہ ہندوستان) نے کی ہے۔ اور لجنہ احیاء معارف اسلامیہ نے بھی اس کو شائع کیا ہے، جس کے صفحات ۱۳۷ ہیں۔

www.banuri.edu.pk